Urdu Scholars Ki Duniya- International Refereed Journal for Urdu ISSN 2320-5369, EISSN 2320-8910
IF: Cosmos Impact Factor: 3.527 IF: Global Impact Factor: 0.383

سوغات کے دوراول کا تنقیدی جائزہ

Saugat Ke Daur-E-Auwal Ka Tanqidi Jaiza

ڈاکٹر سردار پاشاہ
اسوسیٹ پروفیسر،صدر شعبہ اردوو ریسرچ گائیڈ، آزاد کالج اوسہ ضلع لاتور مہاراشٹر۔انڈیا

سوغات کے دوراول کا پہلا شمارہ 1959ء میں منظر عام پر آیا۔سوغات سے قبل ادبی رسالوں کی ایک طویل روایت تھی جو عصری ادب اور روایتی ادب کوشائع کررہی تھی۔ان رسالوں میں ساقی،ادب لطیف،ادبی دنیا،سویرا،نگار، چمنستان، نظام،ادب کی اشاعت میں دلچسپی رکھتے تھے۔چند رسائل حلقہ ارباب ذوق کی آبیاری کرتے رہے اور چند جدید ادب کے سلسلہ میں کوشاں تھے۔ظاہر بات ہے کہ ادیبوں کے حلقہ کو اس کا انتظار رہتا تھا۔1945ء میں محمود ایاز کی ابتدائی غزلیں چمنستان میں شائع ہوئیں۔ پھر نظام جو ترقی پسندوں کا آرگن تھا، وہاں وہ نمایاں حیثیت سے شائع ہوئے۔ پھر ملک آزاد اور تقسیم ہوا تو 1950 سے 1975 ان رسائل کی آمد پر ایک طرح سے پابندی سی عائد ہوئی۔شاہ راہ بند ہوگیا تھا۔بنگلور میں محمود ایاز کے حلقہ احباب نے انہیں اکسایا کہ ایک ادبی مکالمہ کے لئے اپنی طرز کا رسالہ شائع ہونا چاہئے۔ایاز کو نیا دور کے مدیر صمد شاہین سے بھی اس سلسلہ میں مکالمہ ہوتا رہا تھا۔ چنانچہ محمود ایاز اپنے انٹرویو میں کہتے ہیں کہ:

’’ابتداء میں میرے ذہن میں ’’نیا دور‘‘ (بنگلور) کا معیار تھا، یہ صمد شاہین نکالتے تھے۔ہم دونوں آپس میں ادبی معیار پر بحث سے گذرتے تھے۔اس کے علاوہ ’سویرا‘ شاہراہ وغیرہ بھی نکلتے تھے مگر میں نے محسوس کیا کہ ان تمام کے پاس مروت، آپسی تعلقات کا احساس اور بڑے ناموں سے سمجھوتے کا خیال غالب ہے۔اس طرح جہاں اول درجہ کی چیز چھپی وہیں سوم درجہ کی چیزیں بھی شامل اشاعت ہوتی رہیں۔ میں نے خیال کیا کہ ان تمام ذہنی تحفظات اور مصالح سے ہٹ کر ایک اونچے معیار کا پرچہ نکالا جائے جس میں صرف اور صرف معیار سے واسطہ رکھا جائے۔کسی بڑے نام سے عہدہ یا شہرت یافتہ شخصیات سے کوئی مروت نہ برتی جائے۔ چنانچہ سوغات آخر تک اپنے اس معیار پر برابر قائم رہا اور میری یہی بے غرضی اس کے معیار کی ضامن ہوئی۔ یہ اور بات کہ اس مضبوط ارادی اور بے غرضی کی وجہ کئی نامور ادیبوں کی تخلیقات میں نے واپس لوٹا دیں۔ (کرشن چندر، شمس الرحمٰن فاروقی ،اثر لکھنوی، فراق گورکھپوری ، اختر الایمان وغیرہ) جس کا انہوں نے کوئی غلط ردعمل نہ لیا۔وہ ایک (اثر لکھنوی) کو چھوڑ۔کہ یہ ان کی عظمت کی دلیل تھی۔‘‘ ؎۱

مذکورہ بے غرضی اور مضبوط ارادی کے پیچھے محمود ایاز کے یہ کارنامے دراصل ان کی خوتشہیری، شخصی زعم،اور محدود ادبی حلقہ میں اپنی لامحدود انا پسندی کے اولین مظہر ہیں۔کیوں کہ 1959-60 کے عرصہ میں فاروقی کوئی مسلم ادیب نہ تھے کہ ان کی تخلیقات کے واپس کرنے کا تذکرہ اس طمطراق انداز میں کیا جائے۔محمود ایاز نے بہت بعد میں فاروقی کے متعلق کہا کہ:

’’تنقید کا معیار بہت اونچا ہوا ہے۔فکشن پروارث کی تنقید یعنی شمس الرحمٰن فاروقی کی جو تنقید ہے ان لوگوں نے تنقید کے میعار کو بلند کیا ہے۔فاروقی نے تنقید کے نئے زاویے نئے طریقے کی فہم دی ہے۔یہ ان کا Conrtibution رہا ہے۔‘‘ ؎۲

اسے دوہرانے کی ضرورت نہیں خود محمود ایاز نے دوراول میں انہیں دوبار نمایاں انداز میں شائع کیا ہے۔محمود ایاز فراق سے اصلاح لیتے رہے اور اپنے پہلے شمارہ میں فراق کی شاعری پر ایک مضمون چھاپا۔نیز فراق کے سلسلہ میں وہ کہتے ہیں کہ:

''پچھلے چالیس پچاس سال کی غزل پر فراق کا اثر ہے۔اس بات کو بھی نظر میں رکھنا چاہئے۔ان کے یہاں پچیس اسلوب ہیں۔فراق ایک اسلوب کے شاعر نہیں ہیں۔فراق نے جس چیز کو اپنا اسلوب سمجھا اس کو کوئی گھاس نہیں ڈال رہا ہے۔روپ کی رباعیاں۔وہ جو ہندو کلچر کی تھرتھراہٹ،لڑلڑاہٹ یہ جو ساری آہٹیں ہیں وہ کہیں نہیں ہیں۔بھئی اسلوب میں یا تو اتنی طاقت ہو کہ اپنے عہد پر اثر انداز ہو۔دس پانچ تو اس کے مقلد پیدا ہوں۔فراق کے اس رنگ کا کسی پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ہاں!فراق کی جس شاعری کا ایک اثر اردو غزل میں ناصر کاظمی،احمد مشتاق وغیرہ کے ہاں نظر آتا ہے،وہ بلاشبہ ان کی دین ہے۔'' ؎۳

اثر لکھنوی،کا تعلق اس گروپ سے تھا جو شاعری کا مروجہ ڈسپلن اپنے اندر رکھتے اور یہ ایاز کو بھی پسند تھا۔البتہ اثر لکھنوی ترقی پسند تحریک کے مخالفین میں سے تھے۔

اختر الایمان ہمارے نمائندہ شاعروں میں سے ایک ہیں اس بات کو محمود ایاز سے زیادہ کون جان سکتا ہے کیوں کہ ایاز نے ہی اختر الایمان کی شاعری کو غیر معمولی اہمیت دی تھی۔چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:

''اختر الایمان کی اصل شاعری ایک دائرے کے اندر ہے۔وہ اس دائرے میں مقید نہیں تھے۔باہر بھی بہت نکلتے رہے لیکن ان کی ارفع تر دلوں کو چھونے والی سچی اور زندہ شاعری اس دائرے کے اندر ہی ملے گی اور اسی سے ان کا نام اردو کے ناقابل فراموش شاعروں میں ہوگا۔اس بات سے شاید نقاد حضرات کو اتفاق نہیں ہوگا۔اختر الایمان کو بھی نہیں تھا لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔اختر الایمان کی موت سے جدید شاعری کے قبیلے کا آخری سردار اٹھ گیا۔'' ؎۴

اس اجمالی بحث سے قطع نظر محمود ایاز'سوغات' کی اجرا تک کوئی قابل ذکر نقاد یا شاعر نہ تھے۔اب ظاہر ہے کہ وہ اپنے سارے مطالعہ اور علمیت کے باوجود اردو دنیا کے لئے اس حیثیت کے حامل نہیں تھے جس کے وہ اجمالی متقاضی رہے۔چنانچہ سوغات کے دور اول کے پہلے شمارہ کے اداریہ میں انہوں نے لکھا کہ:

''اس شمارے کے مواد کی فراہمی کے لئے جو کوہکنی کرنی پڑی ہے،اس سے عام پڑھنے والوں کو کوئی دلچسپی نہیں ہوسکتی لیکن جو لوگ اپنی نیک نیتی اور ناآزمودہ کاری کی بنا پر ادبی خدمت وغیرہ کی جرأت کا شوق رکھتے ہیں ان کے لئے اس اجمال میں بھی عبرت کا کافی سامان موجود ہے۔اس شمارہ کے لئے ہندو پاک کے تقریباً تمام اچھے لکھنے والوں سے درخواست کی گئی تھی۔لیکن کئی حضرات نے چار چار خطوط کے بعد بھی خط کی رسید تک دینی اپنی عظمت کے منافی سمجھی۔چند ایک اصحاب نے وعدے کئے اور ان کے وعدوں پر اعتبار کا نتیجہ یہ نکلا کہ پرچہ ستمبر کے بجائے ڈسمبر میں نکل رہا ہے(اور اب بھی ان لوگوں کی شمولیت کے بغیر!!)جن چند ایک مخلص لکھنے والوں نے تھوڑی بہت انا کانی کے بعد اپنی چیزیں روانہ کیں ان میں کچھ مطبوعہ تھیں تو کچھ اس قسم کی تھیں کہ پرچہ کا معیار تو ایک طرف خود لکھنے والوں کے معیار سے گری ہوئی۔خطوط لکھیں،اصرار کریں اور جب مضمون،افسانہ یا نظم ملے تو اسے واپس لوٹا دیں۔یہ سب سے کٹھن منزل تھی۔میں نے حتی الامکان کوشش کی بڑے ناموں سے سمجھوتہ نہ کیا جائے اور مجھے اس اصول کی پاسداری کرتے ہوئے بعض ایسے احباب کی چیزیں واپس بھیجنی پڑیں جن کے نام پر پرچہ کی اشاعت اور فروخت میں کافی مددگار ثابت ہوسکتے تھے۔مشہور و معروف لکھنے والوں کی غیر معیاری اور تیسرے درجہ کی چیزیں شائع کرنے کے بجائے نیم،معروف اور ابھرتے ہوئے فن کاروں کی تخلیقات کی اشاعت میں نے زیادہ اہم سمجھی۔اتنا کچھ کرنے کے باوجود مجھے اعتراف ہے کہ یہ شمارہ میں اپنی آرزوؤں کے مطابق نہیں نکال سکا۔انتخاب کا جو کڑا معیار میں نے مقرر کیا تھا،اس سے خاطر خواہ انصاف نہیں ہوسکا۔'' ؎۵

مذکورہ عبارت میں معیار کے معاملہ میں کسی نہ کسی سمجھوتہ کا احساس ملتا ہے اور محمود ایاز کو یہ بات بھی اچھی طرح معلوم تھی کہ دنیا کا بڑے سے بڑا ادیب بھی اپنی ہر تخلیق معیاری،لکھنے پر قادر نہیں ہوتا۔پھر یہاں تو معاملہ مدیر کی اپنی ذاتی پسند کا تھا۔جو بہر حال اچھے ادب کا پیمانہ نہیں ہے اس لئے محمود ایاز کا دوسرے رسالوں پر'معیار'کے معاملہ میں کئے گئے اعتراض کی قلعی کھل جاتی ہے۔بہر حال شمارہ(۱)کے مشمولات پر نظر ڈالی جائے تو بلند بانگ دعوؤں کا نظارہ سامنے آجاتا ہے۔

مضامین کے حصہ میں تین مضامین کا تراجم محمود ایاز،محمد اسماعیل تابش اور محمود سعید نے بالترتیب جے۔پی۔پر۔پرسٹلے۔ہنری ملر،ایڈون میور نے کئے ہیں تینوں مترجموں کا تعلق بنگلور سے ہے۔ان مضامین ادیب کے مستقبل،ادب کے انحطاط،تخلیقی ادب کی راہ میں حائل رکاوٹوں کا احاطہ کیا گیا ہے۔مذکورہ انگریزی مضامین نگاروں کا انگریزی ادب میں کوئی بلند مقام نہیں ہے۔مگر ایاز صاحب کو مواد سے دلچسپی تھی اس لئے بطور خاص ان مضامین کے ترجمے کئے گئے

حسن عسکری کا مضمون بھی اسی موضوع کا احاطہ کرتا ہے۔ پانچواں مضمون ،فراق۔ایک مطالعہ ضیا میر کا ہے، جو فراق کی شاعری کا اچھا خاصا مطالعہ ہے، محمود ایاز نے اپنے اداریہ میں اس کا ذکر شاید اس لئے نہیں کیا کہ ایک تو یہ اردو زبان کا موضوع ہے اور دوسرے ضیا میر صاحب محمود ایاز کے رفیق ہیں۔

افسانوی حصہ میں واجدہ تبسم، جیلانی بانو،ضمیر الدین احمد، ممتاز شیریں کے افسانے ہیں۔اس حصہ کے بارے میں خود مدیر کا یہ خیال ہے کہ ''افسانوں کا حصہ اور بہتر بنایا جاسکتا تھا لیکن پرچہ کی اشاعت میں مزید دیر نا ممکن تھی''۔محمود ایاز کے خیال میں 1959ء میں افسانہ نگار ''کہانی پن'' کے قائل ہوتے جارہے تھے اور ایک نئی ٹیکنیک موپیاں اور منٹو کی تجدید میں ''چونکانا'' عام ہوتی جارہی ہے چنانچہ مذکورہ افسانوں میں اس کا التزام ملتا ہے۔افسانے اوسط درجہ کے ہیں اور مذکورہ افسانہ نگاروں کے نمائندہ افسانوں میں آج کا شمار نہیں ہوتا۔

شاعری کے باب میں شاذ تمکنت، شفیق فاطمہ شعری، باقر مہدی، وحید اختر، محمود ایاز، حمید الماس، زبیر رضوی کے نام قابل ذکر ہیں۔

اس شمارہ کا خاص کتابوں پر تبصرے ہیں۔محمد حسن کا تبصرہ'ایران میں اجنبی'(ن۔م۔راشد) خصوصیت کا حامل ہے۔انہوں نے ن۔م۔راشد کی شاعری، اور جدید شاعری کا تفصیل سے جائزہ لیا ہے۔انہوں نے راشد کی تراکیب پر فارسی آلودگی پر اعتراض کیا ہے۔محمود ایاز نے اسٹیفن لک کے ناول The Pearl (ڈرشہوار: مترجم ممتاز شیریں) پر اچھا خاصا تبصرہ کیا اور محمود سعید نے باقر مہدی نے مجموعے، شہر آرزو، کا معنی خیز جائزہ پیش کیا ہے۔

'سوغات'(ا) ایک معیاری ادبی تحفہ نہ تھا۔چنانچہ محمود ایاز'سوغات'نام کے سلسلہ میں کہتے ہیں کہ:

''سوغات'' نام رکھنے کی وجہ یہ ہوئی کہ میں نے محسوس کیا کہ کوئی چیز ایسی ہو جو جنوب کی خصوصاً کرناٹک کی نمائندگی کرے(ادب میں) میں نے ایک پرچے کا خاکہ تیار کیا اور اس مقصد کے تحت اس کے موزوں معنوی اظہار کے لئے'سوغات'نام چنا۔یہاں سوغات تحفہ کے معنی میں نہیں بلکہ ایک علاقہ مقام اور جگہ کی صفت اور لازم کی سی صفت شناخت کے معنوں میں۔''۶

سوغات کے دور اول میں کرناٹک کے ادیبوں نے بہت سے صفحات کو گھیرا ہے بلکہ محمود ایاز کے رویہ کو نظر انداز کرتے ہوئے ان کی سعی بے غرضانہ کو تکمیل تک پہنچایا۔دوسرا بڑا حصہ حیدر آباد کے ادیبوں کے حصہ میں چلا گیا ہے۔اس لحاظ سے سوغات واقعی اسم با مسمیٰ تھا۔اس حقیقت کے باوجود کہ پہلے شمارہ میں کرناٹک کے ادیبوں کو نمائندگی دی گئی تھی مگر بنگلور میں اس کی نکاسی صرف دو کاپیوں تک محدود رہی جب کہ سارے ہندوستان میں سوغات کی 350 کاپیاں اور پاکستان میں 500 کاپیاں چلی جاتی تھیں مگر محمود ایاز نے حوصلہ نہیں ہارا کیوں کہ بقول ان کے:

''سوغات کے متعلق صرف اتنا کہنا ہے کہ یہ پرچہ کسی تجارتی مفاد کے پیش نظر نہیں نکالا گیا ہے اور نہ اس کا مدیر کوئی کاروباری ناشر۔اس کے ذریعہ ادب یا ملک وملت کی خدمت کا بھی مجھے کوئی دعویٰ نہیں ہے۔''اصلاح مفاسد''یا''خدمت قوم''سے کہیں زیادہ خود اپنے ذوق کی تسکین کے لئے اس پرچہ کا اجرا ہوا ہے۔اب اگر ضمناً ایسا ہو گیا کہ ادب کا اچھا مذاق رکھنے والے دیگر حضرات کو بھی اپنی تسکین کا سامان اس میں مل جائے اور وہ اس پرچہ کے وجود اور بقا کو ضروری سمجھیں اور میرا ہاتھ بٹائیں تو میں ان کا ممنوں ہوں گا اور پھر شاید''سوغات''سہ ماہی(۳) سے دو(۲) ماہی بھی ہو جائے۔'' ۷

سوغات کے پہلے شمارہ کی قیمت دو روپیہ تھی۔

سوغات کے دور اول میں گیارہ شمارے شائع ہوئے۔ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

دور اول:

شمارہ	سال/ماہ	صفحات
1	1959	175
2	مئی1959ء	180
3	ستمبر1959ء	217

4	جنوری1960ء	190
5	1960ء	210
6	مارچ1961ء	185
7-8مشترکہ شمارہ	مئی1961ء	(جدید نظم نمبر)503
9-10مشترکہ شمارہ	ڈسمبر1961ء	210
11	اپریل1962ء	205
13-13-14	جنوری1963ء	(خاص نمبر)360

حوالے واشارے :

۱) سوغات کے ببلوگرافی (مقالہ برائے ایم فل) سلمان عابد ص۔ ٦ ۱۹۸۹ء عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآبد

۲) ادب نمبر ۳ (محمود ایاز ایک گفتگو) ص ۲۴۸ ۱۹۹٦

۳) ادب نمبر ۳ (محمود ایاز ایک گفتگو) ۲۲۳۔ ۱۹۹٦ء

۴) سوغات (دسواں شمارہ) مدیر محمود ایاز ص ۱۲۔ ۱۹۹٦ء بنگلور

۵) سوغات (پہلا شمارہ) اداریہ : نقش اول۔ محمود ایاز ص ٦۔۵ ۱۹۵۹

٦) سوغات کی ببلوگرافی (مقالہ) سلمان عابد ص ٦ ۱۹۸۹ء

۷) سوغات (ایک) اداریہ ۔ محمود ایاز ص ۸ ۱۹۵۹

☆☆☆